سوال

(53) تعزیہ داری کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعزیہ داری کرنا جس طرح کہ اس ملک ہندوستان میں مروج ہے، گناہ کبیرہ ہے یا نہیں؟ اور جو آدمی بعد توبہ کرنے اس فعل کے، پھر مرتکب اس کا ہوا، اس کا شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ مسلمان اہل سنت حنفی ہو کر تعزیہ داروں کے ساتھ اتحاد و محبت رکھتے ہیں اور رنج و راحت میں ان کے شریک رہتے ہیں اور ان کے ان افعال شنیعہ پر مانع نہیں ہوتے ہیں، ان کا حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ (یوسف: ۴۰)

''فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔''

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ (البقرۃ: ۳۲)

''اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے، جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔''

اربابِ فطانت پر واضح ہو کہ تعزیہ پرستی کرنا، جس طرح پر کہ ملک ہندوستان وغیرہ میں شائع وذائع ہے، سراسر شرک وضلالت ہے، کیونکہ تعزیہ پرست لوگ اپنے فہم ناقص و خیال باطل میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تصویر بناتے ہیں، اس طور پر کہ پانچویں تاریخ محرم کو تھوڑی مٹی کسی جگہ سے لاتے ہیں اور اس کو نعش حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرار دے کر کے نہایت عزت واحترام کے ساتھ ایک چیز بلند پر مثل چبوترہ وغیرہ کے اس کو رکھ کر کے ہر روز اس پر شربت و مٹھائی و مالیدہ و پھول وغیرہ اپنے زعم فاسد میں فاتحہ و نیاز دیتے ہیں اور کسی شخص کو اس چبوترہ پر جوتہ پہنے ہوئے نہیں جانے دیتے۔

اور اس مٹی کے سامنے، جس کو نعش قرار دیا ہے، سجدہ کرتے ہیں اور ترقی مال و دولت و اولاد کی اس مٹی سے طلب کرتے ہیں۔ کوئی منت مانگتا ہے کہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ میرا فلانا مریض اچھا ہو جائے، کوئی کہتا ہے کہ میری فلانی مراد بر آوے۔ اسی طرح کوئی اولاد مانگتا ہے، کوئی اپنے اور مشکلات کے حل چاہتا ہے، الغرض جو معاملہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ چاہیے، وہ سب معاملہ اس مٹی کے سامنے، جس کو نعش قرار دیا ہے، کرتے ہیں اور پھر اس نعش کی دستار بندی کر کے اور سہرہ و مقنع باندھ کے خوب ڈھول باجہ کے ساتھ تمام گشت کراتے ہیں اور نعرہ یا حسین یا حسین کا مارتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کے اور بہت سے افعال شنیعہ و منکرہ کرتے ہیں۔ پس جب حقیقت تعزیہ پرستی کی یہ ہے تو اس کے

شرک ہونے میں کیا شک وشبہ باقی رہا؟ ان تعزیہ پرستوں نے اپنی پرستش کےلیے ایک نشانی ٹھہرالیا ہے، اب یہ تعزیہ بھی ایک فرد انصاب (آستانے) کا ہے اور پوجنا نصب (آستانوں کا) حرام ہے۔ پس تعزیہ بنانا اور پوجنا اس کو بھی حرام ہوا۔

فرمایا حق سجانہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدة : ٩٠)

''اے جو لوگ ایمان لائے ہو سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور جوا اور انصاب اور تیر فال کی ناپاک ہیں کام شیطان کے سے، پس بچو اس سے تو کہ تم فلاح پاؤ۔''

اور معنی انصاب کے صحاح جوہری میں یوں لکھا ہے :

''النصب : ما نصب فعبد من دون اللہ '' انتھی (الصحاح للجوھري، ٢/٢٤٦)

''یعنی جو چیز گاڑی جاوے اور اس کی پرستش کی جاوے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔''

اور ''المصباح المنیر '' میں ہے :

''النصب۔ بضمتین۔ حجر، نُصِبَ وعُبِدَ من دون اللہ، وجمعه أنصاب۔ '' انتھی (المصباح المنیر للفیومی، ص : ٣١٢)

''یعنی جو پتھر کہ گاڑا جائے، اور اس کی عبادت کی جائے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔''

اور ''مجالس الأبرار ومسالک الأخیار '' میں ہے :

''فالأنصاب جمع نصب، بضمتین، أو جمع نصب، بالفتح والسکون، وھو کل ما نصب، وعبد من دون اللہ تعالیٰ من شجر، أو حجر، أو قبر، وغیر ذلک، والواجب ھدم ذلک '' انتھی (مجالس الأبرار ومسالک الأخیار، المجلس السابع عشر، ص : ١٢٨)

''یعنی نصب وہ چیز ہے جو گاڑی جاوے اور اس کی عبادت کی جاوے سوائے اللہ تعالیٰ کے، جیسے درخت اور پتھر یا قبر، اور جو چیز سوائے اس کے ہے (اس کی عبادت کی جاوے) اور واجب ہے توڑ دینا اور ڈھا دینا ان سب چیزوں کا۔ تمام ہوا ترجمہ اس کا۔''

اور حافظ ابن القیم نے ''إغاثة اللھفان '' میں لکھا ہے :

''ومن الأنصاب ما قد نصب للمشرکین من شجر، أو عود، أو وثن، أو قبر، أو خشبة، ونحو ذلک، والواجب ھدم ذلک ومحو أثرہ۔ '' (إغاثة اللھفان لابن القیم، ١/٢٠٩)

''نصب وہ ہے جو گاڑا جائے مشرکین کےلیے، خواہ درخت ہو، بانس ہو، بت کدہ ہو یا قبر یا کوئی لکڑی ہو اور اس طرح کی اور کوئی چیز۔ ان سب کا ڈھا دینا اور ان کے نشانات کا مٹا دینا بھی ضروری ہے۔''

پس دیکھو کہ حافظ ابن قیم اور صاحب مجالس الابرار نے صاف لکھ دیا کہ جو چیز پوجی جاوے اللہ تعالیٰ کے سوائے، خواہ کوئی درخت ہو، یا پتھر ہو، یا قبر ہو کسی کی، یا لکڑی ہو، یا جو چیز مثل اس کے ہو، سب نصب میں داخل ہے، اس کا توڑ دینا واجب ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے برائی شراب اور انصاب اور جُوا تینوں کی ایک ہی جگہ بیان فرمایا اور تینوں کو نجس وکام شیطان کا قرار دیا۔ اور تعزیہ کا بھی انصاب میں داخل ہونا یقینی ہے،

کیونکہ پوجا جانا تعزیہ کا یعنی اس کو سجدہ کرنا اور اس سے انواع واقسام کی مدد چاہنا اظہر من الشمس ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس کو توڑ دیں اور خاک سیاہ کر دیں۔ دیکھو جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال فتح مکہ میں مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے، آپ اندر بیت اللہ داخل نہ ہوئے بسبب اس کے کہ بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ تصویریں رکھی تھیں کہ جن میں تصویر حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی بھی تھی۔ آپ نے حکم دیا کہ وہ سب تصویریں نکالی جائیں اور توڑ دی جائیں، چنانچہ وہ تصویریں نکالی گئیں، آپ ان تصویروں کو لکڑی سے مارتے تھے اور کسی تصویر کے آنکھ میں ٹھوکر لگاتے تھے، پس سب بت گرتے جاتے تھے اور جو تصویریں کہ دیواروں پر منقش تھیں، ان کو پانی سے دھودینے کا حکم دیا۔ (دیکھیں : سورۃ المائدۃ : ۹۰)

جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے :

''عن عبداللہ قال : دخل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ یوم الفتح، وحول البیت ستون وثلاث مائۃ نصب، فجعل یطعنھا بعود فی یدہ، ویقول : جاء الحق وزھق الباطل، جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید۔'' (صحیح البخاري، رقم الحدیث (۴۰۴۶) صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۱۷۸۱)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں دن فتح کے اور چاروں طرف بیت اللہ کے تین سو ساٹھ تصویریں تھیں، پس آپ ٹھوکر لگانے لگے ان تصویروں کو ایک لکڑی سے، جو آپ کے ہاتھ میں تھی اور فرماتے تھے کہ آیا حق اور گم ہوا باطل اور پھر نہ لوٹے گا باطل۔''

اور بھی صحیح بخاری میں ہے :

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اَن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما قدم مکۃ، اَبی اَن یدخل البیت، وفیہ الآلھۃ، فاَمر بھا فاَخرجت فاَخرج صورۃ اِبراھیم واِسماعیل، فی اَیدیھما من الاَزلام، فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : قاتلھم اللہ...'' الحدیث (صحیح البخاري، رقم الحدیث : ۴۰۳۷)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ جب مکہ میں تشریف لائے تو اندر خانہ کعبہ کے داخل ہونے سے انکار فرمایا، اس حالت میں کہ اس میں مشرکین کی معبودیں ہوں، پس حکم ان کے نکالنے کا دیا، پس وہ سب معبودیں (جو کہ تصویریں تھیں) نکالے گئے، پس انھی تصویروں میں حضرت ابراہیم واسماعیل علیہ السلام کی بھی تصویر تھی اور ان دونوں کے ہاتھوں میں تیر فال کی تھی، پس آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت مشرکوں پر۔''

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

''قال : وفی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوس، وھو آخذ بسیۃ القوس، فلما اَتی علی الصنم جعل یطعن فی عینہ، ویقول : جاء الحق وزھق الباطل۔'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۱۷۸۰)

''کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے : اور ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمان تھی اور آپ پکڑے ہوئے تھے سرے کو کمان کے، پس جبکہ آتے تھے بت کے پاس اس کی آنکھ میں کمان سے ٹھوکر لگاتے تھے اور فرماتے کہ آیا حق اور گم ہوا باطل۔''

اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی واقعہ میں مروی ہے :

''فیسقط الصنم ولا یمسہ'' (صحیح ابن حبان (۱۴/ ۴۵۲) المعجم الأوسط للطبرانی (۸/ ۵۱) اس کی سند میں ''عاصم بن عمر العمری'' راوی ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں : السلسلۃ الضعیفۃ، رقم الحدیث : ۶۳۹۷)

یعنی ٹھوکر لگانے سے بت گر جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دست مبارک سے چھوتے نہیں۔

اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے :

''فلم یبق وثن إلاسقط علی قفاہ، مع أنھا کانت ثابتۃ بالأرض، قد شد لھم إبلیس أقدامھا بالرصاص۔ '' (المعجم الکبیر (۱۰/۲۷۹) والمعجم الصغیر (۲/۲۷۲) ان مصادر میں روایت کے الفاظ مختلف ہیں، کیونکہ مولف رحمہ اللہ کے نقل کردہ الفاظ فتح الباری لابن حجر (۸/۱۷) سے ماخوذ ہیں۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''رواہ الطبرانی فی الصغیر، وفیہ ابن إسحاق، وھو مدلس ثقۃ، وبقیۃ رجالہ ثقات'' (مجمع الزوائد: ۱۱۱۴۸)

''یعنی پس نہیں باقی رہا کوئی بت مگر یہ کہ کٹ کر گر گیا باوجود اس کے کہ وہ بت سب زمین میں گڑے ہوئے تھے اور شیطان نے ان کے پیروں کو رانگا سے جکڑ دیا تھا۔''

اور ابوداود نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''إن النبی ﷺ أمر عمر بن الخطاب، وھو بالبطحاء، أن یأتی الکعبۃ فیمحو کل صورۃ فیھا، فلم یدخلھا حتی محیت کل صورۃ، وکان عمر ھو الذي أخرجھا۔'' (سنن أبي داود، رقم الحدیث (۴۱۵۶) مسند أحمد (۳/۳۸۳) نیز دیکھیں: فتح الباري، ۸/۱۷)

''رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور وہ بطحاء میں تھے، کہ جائیں کعبہ میں اور مٹا دیں تصویروں کو جو وہاں ہوں، پس نہ داخل ہوئے رسول اللہ کعبہ میں یہاں تک کہ صورتیں مٹا دی گئیں اور جو صورتیں ذی جسم تھیں ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر نکالا۔''

کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں:

''والذي یظھر أنہ محا ما کان من الصور مدھونا مثلا، وأخرج ما کان مخروطاً۔'' (فتح الباري، ۸/۱۷)

''سب روایتوں کو ملانے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو صورتیں منقش کی ہوئی تھیں ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مٹا دیا اور جو تراش کے بنائی گئی تھیں، یعنی ذی جسم تھی، اس کو باہر نکال دیا۔''

''وأخرج أبوداود والطیالسی عن أسامۃ بن زید قال: دخلت علی رسول اللہ ﷺ فی الکعبۃ فرأی صورا فدعا بدلو من ماء فأتیتہ بہ، فضرب بہ الصور، وسندہ جید۔'' (مسند الطیالسی (ص: ۸۷) مؤلف رحمہ اللہ کی نقل کردہ عبارت فتح الباری لابن حجر (۳/۴۶۸) سے ماخوذ ہے)

'کہا اسامہ نے گئے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کعبہ میں، پس دیکھا آپ ﷺ نے بہت سی صورتیں، پس ایک ڈول پانی مانگا، ہم نے لا دیا، پس پانی چھینٹا آپ نے ان صورتوں پر۔ اس کی سند جید ہے۔''

پس جب وہ تصویریں جن میں تصویر حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کی بھی تھی، رسول اللہ ﷺ نے باقی نہیں رکھیں، بلکہ تصویریں ذی جسم کو توڑ دیا اور ذی نقش کو پانی سے دھو دیا، پس اب تعزیہ کے توڑ دینے میں کسی قسم کا تردد و شک و شبہ باقی نہیں رہا، کیونکہ ان تصویروں کی پرستش ہوتی تھی، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو توڑا اور مٹا دیا۔ وہی وجہ بعینہ تعزیہ میں بھی موجود ہے، اور قطع نظر پرستش کے، جس گھر میں تصویر ذی روح کی رہتی ہے، وہاں فرشتے رحمت کے نہیں آتے ہیں، جیسا کہ تمام کتب احادیث اس سے مالا مال ہیں۔ (دیکھیں: صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۰۵۳) صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۰۶)

اور فتح الباری میں ہے:

''وکانت تماثیل فی صور شتی، فامتنع النبی ﷺ من دخول البیت، وھی فیہ، لأنہ لا یقر علی باطل، ولأنہ لا یحب فراق الملائکۃ، وھی لا تدخل ما فیہ صورۃ۔'' انتھی (فتح الباري: ۳/۴۶۹)

یعنی تھیں وہ تصویریں مختلف صورتوں کی۔ پس باز آئے رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے داخل ہونے سے درحالیکہ وہ تصویریں بیت اللہ میں رہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ امر باطل پر سکوت نہیں فرماتے اور اس سبب سے کہ آپ نہیں دوست رکھتے فرشتوں کی جدائی کو، اور فرشتے نہیں داخل ہوتے اس جگہ جہاں تصویر ہو۔

پس جس جگہ تعزیہ وغیرہ صورت ذی جان کی ہو، وہاں فرشتے نہیں آتے ہیں۔ تمامی ممالک ہند وغیرہ میں جہاں جہاں تعزیہ داری ہوتی ہے، ہزاروں درہزار آدمی شرک میں گرفتار رہتے ہیں، کوئی اس کو سجدہ کرتا ہے، کوئی اولاد اس سے چاہتا ہے، کوئی ترقی مال و دولت، کوئی صحت مریض، کوئی کچھ اور، کوئی کچھ اور۔ ایسی عظمت و تعظیم جو خاص واسطے باری تعالیٰ کے لائق ہے، کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذرا سا بے ادبی کرنے میں قہر و بلا نازل ہونے لگے گی۔ اب اے غافل لوگ تم سب متنبہ اور ہوشیار ہو جاؤ کہ تم لوگ کیسے گناہ عظیم میں مبتلا ہو، ہوشیار ہو جاؤ۔ دیکھو اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحۃ: ۵)

''یعنی تجھ ہی کو پوجتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

حصر ہے ایاک نعبد نستعین استعانت غیر سے لائق نہیں

اور فرمایا:

فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (البقرۃ: ۲۲)

''پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے ساجھی اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے برابر کوئی نہیں ہے۔''

اور فرمایا:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا (النساء: ۳۶)

''اور عبادت کرو اللہ کی اور مت ٹھہراؤ اس کے ساتھ شریک۔''

اور فرمایا:

اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا (المائدۃ: ۷۶)

''تم لوگ ایسی چیز کو پوجتے ہو اللہ کو چھوڑ کر جو مالک نہیں تمہارے ضرر اور نفع کا۔''

اور فرمایا:

وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ہُوَ وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ بِخَیۡرٍ فَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (الانعام: ۱۷)

''اور اگر پہنچادے اللہ تجھ کو کچھ مصیبت، نہیں دور کرنے والا اس کو سوائے اللہ کے اور اگر پہنچائے اللہ بھلائی، پس وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اور فرمایا:

وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡۤا اِلٰـہًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ (التوبۃ: ۳۱)

''اور حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں ایک اللہ کی نہیں کوئی قابل عبادت کے مگر وہی۔''

اور فرمایا:

اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ (یوسف: ۴۰)

’’حکم کیا اللہ پاک نے کہ نہ عبادت کرو مگر اسی کی۔‘‘

اور فرمایا:

اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ (النحل: ۱۷)

’’بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے۔ تم لوگ کچھ نہیں سوچتے ہو۔‘‘

اور فرمایا:

وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ شَيۡـئًا وَّلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ (النحل: ۷۳)

’’اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو جو مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے کچھ اور نہ مقدور رکھتے ہیں۔‘‘

اور فرمایا:

هَلۡ مِنۡ خَالِـقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ (فاطر: ۳)

’’کوئی ہے بنانے والا اللہ کے سوا، روزی دیتا تم کو آسمان اور زمین سے، کوئی حاکم نہیں مگر وہ، پھر کہاں الٹے جاتے ہیں۔‘‘

اور فرمایا:

لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ (حم السجدة: ۳۷)

’’مت سجدہ کرو آفتاب کو اور نہ چاند کو، اور سجدہ کرو اللہ کو، جس نے آفتاب اور چاند کو بنایا، اگر ہو تم اللہ کو پوجتے۔‘‘

اور فرمایا:

وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـئًا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوۡرًا (الفرقان: ۳)

’’پکڑا لوگوں نے سوائے اس کے معبودوں کو جو نہیں بناتے کچھ چیز اور خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنی جان کے نقصان و نفع کے اور نہیں مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے۔‘‘

اور فرمایا:

لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ (الشوریٰ: ۱۲)

''اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی، کشادہ کرتا ہے رزق جس کے واسطے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

اور فرمایا:

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ (فاطر: ۱۳)

''اور جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے مالک نہیں ایک چھلکے کے۔''

اور فرمایا:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ۔ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (الشوریٰ: ۵۰،۴۹)

''اللہ ہی کو ہے بادشاہت آسمانوں اور زمین کی، پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے، دیتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں، اور دیتا ہے جس کو چاہے بیٹے، یا نہیں دیتا ہے ان کو بیٹے اور بیٹیاں، اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ، بے شک وہی ہے جاننے والا اور قدرت والا۔''

اور فرمایا:

وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِينَ (یونس: ۱۰۶)

''اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ نفع پہنچا سکے تجھ کو اور نہ ضرر پہنچا سکے، پھر اگر تو نے یہ کیا تو تو بھی ظالموں میں ہے۔''

اور فرمایا:

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (النمل: ۶۵)

''تو کہہ غیب نہیں جانتا آسمانوں اور زمین کا کوئی رہنے والا سوائے اللہ کے۔''

اور فرمایا:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ (الزمر: ۳۸)

''اور جو تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین، تو کہیں اللہ نے، تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا، اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف کیا وہ ہیں کہ کھول دیں تکلیف اس کی یا وہ چاہے مجھ پر مہر وہ ہیں کہ روک دیں اس کی مہر کو، کہو مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے۔''

اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (الذاریات: ۵۸)

''اللہ ہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط۔''

اور فرمایا:

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (الأنعام: ٥٩)

''اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی، اس کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا۔''

اور اسی مضامین کی اور ہزاروں آیتیں ہیں جن سے یہ بات ثابت ہے کہ شدائد اور مصیبتوں کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے اور اسی سے استعانت و مدد و طلب روزی و اولاد و صحتِ امراض کرنا چاہیے اور اس کے سوائے کسی کو خواہ انبیاء و اولیا و قطب ہوں، علم غیب حاصل نہیں کہ شدائد کے وقت جب وہ پکارے جائیں تو وہ سنیں اور مدد کریں اور ان کو ذرا بھی اختیار حاصل نہیں کہ کسی کو کچھ نفع نقصان پہنچائیں۔ تعزیہ پرستوں و قبر پرستوں نے خالق و مخلوق کو برابر کردیا، بلکہ مخلوق سے زیادہ ڈرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی کچھ قدر نہیں پہچانتے:

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ (الأنعام: ٩١)

''اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی، ویسی قدر نہ کی۔''

ان لوگوں سے اور مشرکینِ مکہ سے کچھ فرق نہیں۔ مشرکینِ مکہ بھی اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اولاد و رزق وہی دیتا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی وہ لوگ اپنے بتوں کی عظمت و تعظیم مثل تعظیم خدائے تعالیٰ کی کرتے تھے اور ان سے مدد و استعانت چاہتے تھے اور ان کو پوجتے اور کہتے کہ واسطے حصول تقرب الٰہی ان کو پوجتے ہیں، جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا:

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى (الزمر: ٣)

نہیں عبادت کرتے ہم ان کو، مگر تو کہ نزدیک کریں ہم کو طرف اللہ کے نزدیک کرنے کو۔ وہی حال قبر پرستوں اور تعزیہ پرستوں کا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو خالق و رازق جانتے ہیں اور بزرگوں سے بھی مدد و استعانت چاہتے ہیں اور ان کی قبروں پر سجدہ اور طواف کرتے ہیں۔ اور اوپر آیات قرآنیہ سے ثابت ہوچکا کہ عبادت غیر اللہ کی حرام و شرک ہے۔

اب جاننا چاہیے کہ طلبِ اعانت و مدد و دعا بھی ایک فرد عبادت ہے۔

جیسا کہ تفسیر نیشاپوری میں ہے:

''قال جمهور العلماء: ان الدعاء من أعظم مقامات العبودية'' (تفسير النيسابوري، ١/٤٣٨)

''کہا سارے علماء نے کہ تحقیق دعا مانگنا بہت بڑی عبادتوں میں ہے۔''

اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

''الاستعانة نوع تعبد۔'' (تفسير معالم التنزيل للبغوي، ١/٥٤)

''مدد طلب کرنا ایک قسم کی عبادت ہے۔''

اور بھی تفسیر نیشاپوری میں ہے:

''حقيقة الدعاء: استدعاء العبد ربه جل جلاله، والاستداد، والمعونة منه۔'' انتهى (تفسير النيسابوري، ١/٤٣٨)

''اصل معنی دعا کے یہ ہے کہ حاجت اور مدد اور اعانت اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا۔''

اور نصاب الاحتساب میں ہے:

''إذا سجد لغیر اللہ یکفر، لأن وضع الجبھۃ علی الأرض لا یجوز إلا اللہ تعالیٰ۔'' (نصاب الاحتساب، ص: ۳۱۸)

''سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو سجدہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے، اس واسطے کہ رکھنا پیشانی کا زمین پر جائز نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے۔''

اور ایسا ہی تفسیر کبیر میں بذیل آیہ کریمہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ... کے ہے۔ (التفسیر الکبیر لفخر الدین الرازي، ۱۶/۳۰)

اور ایسا ہی ہے شرح مرقاۃ ملا علی قاری میں بشرح حدیث ((لعن اللہ الیھود والنصاری)) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ۲/۶۰۰)

اب یہ سب بیان ماسبق سے تعزیہ پرستی کا شرک ہونا ثابت ہوا۔ اور مشرکین کے حق میں یہ وعید نازل ہوئی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء: ۴۸)

''تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے اس کو جو کہ شریک اس کا پکڑے اور بخشتا ہے شرک کے سوا جس کو چاہے۔''

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰیہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدۃ: ۷۲)

''مقرر جس نے شرک کیا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی نہیں ظالموں کا مدد کرنے والا۔''

اور فرضاً اگر کوئی شخص تعزیہ وغیرہ بہ نیت پرستش و عبادت و تعظیم لغیر اللہ کے نہ بنائے، بلکہ اپنے زعم فاسد میں ماتم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرار دے، یا صرف بنا بر رسم و رواج و طمع دنیاوی کے بناوے، تب بھی گناہ کبیرہ ہونے سے خالی نہیں۔ اس لیے کہ اگرچہ وہ اس کی پرستش نہیں کرتا، مگر وسیلہ پرستش تو ہے۔ دوسرے جہال اس کی پرستش کریں گے اور خود وہ شخص بدعتیوں میں داخل ہوا، کیونکہ اس طرح پر تمثال و صورت قائم کر کے ماتم کرنا حرام و بدعت ہے، نہ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوا، نہ صحابہ کے زمانوں میں پایا جاتا۔

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ: من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منه فھو رد۔'' (صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۵۵۰)

''فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے: جس نے میرے اس دین میں نکالا، وہ چیز جو کہ دین میں نہیں ہے، پس وہ چیز مردود ہے۔''

''وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ ﷺ: أبی اللہ أن یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعته'' رواہ ابن ماجہ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۵۰) امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رجال إسناد ھذا الحدیث کلھم مجھولون'' نیز امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ھذا حدیث لا یصح عن رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم، وفیه مجاھیل'' (العلل المتناھیۃ: ۱ ۱۴۵)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتیوں کا عمل قبول نہیں فرماتا جب تک وہ اپنی بدعت سے توبہ نہ کریں۔

''وعن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: إن الله حجب التوبة عن كل صاحب بدعة حتى يدع بدعته'' (رواہ الطبرانی باسناد حسن)، (المعجم الأوسط ۴ ۲۸۱) امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رواہ الطبرانی فی الأوسط، ورجالہ رجال الصحیح غیر ھارون بن موسیٰ الفروي، وھوثقۃ'' (مجمع الزوائد: ۱۰ ۳۰۷)

''اللہ تعالیٰ بدعتیوں کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا جب تک وہ اپنی بدعت سے توبہ نہ کریں۔''

''وعن إبراھیم بن میسرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من وقر صاحب بدعۃ فقد أعان علی ھدم الإسلام'' (رواہ البیھقی فی شعب الإیمان)، (شعب الإیمان ۷ ۶۱، یہ سند ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن یہی حدیث ایک دوسری حسن سند سے بھی مروی ہے، دیکھیں: الشریعہ للآجري (ص: ۹۶۲) رقم الحدیث (۲۰۴۰) اس کی سند میں واقع راوی ''عباس بن یوسف الشکلی ''کوامام ذہبی اور صفدی نے ''مقبول الروایۃ'' اور حافظ خطیب بغدادی اورامام ابن جوزی نے ''وکان صالحا متنسکا'' کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو (شمارہ: ۶۰، ص: ۵)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عظمت و توقیر بدعتیوں کی کیا، اس نے اسلام ڈھانے پر اعانت کیا۔''

اور برتقدیر صورت ثانیہ کے یعنی بنا بر رسم و رواج کے تعزیہ بنانا یہ بھی معصیت میں داخل ہے، کیونکہ یہ فعل اس کا معین علی الشرک ہے اور پابندی رسم و رواج کی درباب امور شرکیہ کے خود شرک ہے، اور وہ داخل ہے اس آیہ کریمہ ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا (البقرۃ: ۱۷۰)

''اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے پیروی کرو اس چیز کی کہ اتارا اللہ نے، کہتے ہیں بلکہ پیروی کریں ہم اس چیز کی کہ پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنے کو۔''

پس ہر تعزیہ پرستوں کو لازم و واجب ہے کہ تعزیہ بنانے اور تعزیہ کی پرستش سے توبہ کریں اور عذابِ آخرت اپنی گردن میں نہ لیں، اور جو آدمی بعد توبہ کرنے کے تعزیہ پرستی سے پھر مرتکب اس کا ہوا اور تعزیہ پرستی شروع کیا، اس شخص کا وہی حکم ہے جو کہ صریحاً اوپر بیان ہوا اور وہ انھیں صورتوں میں داخل ہوا۔ العیاذ باللہ

اور جو لوگ اپنے کو سنی کہتے ہیں، ان کو تعزیہ پرستوں کے ساتھ اتحاد و محبت رکھنا گناہ ہے اور جائز نہیں کہ ان کے جلسے میں شریک ہوں اور نہ ان کی دعوت کریں، بلکہ ان کی اس فعل شنیع پر مزاحمت کریں، ورنہ انھیں تعزیہ پرستوں کے ساتھ یہ بھی قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران: ۱۰۴)

''اور چاہیے کہ ہو تم میں سے ایک جماعت کہ بلاویں طرف بھلائی کے، اور حکم کریں ساتھ اچھی چیز کے، اور منع کریں بری بات سے، اور یہ لوگ چھٹکارا پانے والے ہیں۔''

اور فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (آل عمران: ۱۱۰)

''ہو تم بہتر امت، جو نکالے گئے ہو واسطے لوگوں کے، حکم کرتے ہو ساتھ اچھی باتوں کے، اور منع کرتے ہو برائی سے۔''

''وعن أبی سعید الخدري عن النبی ﷺ قال: لا تصاحب إلا مؤمناً ولا یأکل طعامک إلا تقی'' رواہ أبوداود وابن حبان (سنن أبی داود، رقم الحدیث (۴۸۳۲) سنن الترمذي، رقم الحدیث (۲۳۹۵) صحیح ابن حبان، ۲ ۳۱۴، ۳۲۰)

''ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مت ساتھ کر کسی کا سوائے مومن کے اور مت کھلا اپنا کھانا مگر پرہیز گار کو۔''

یعنی مکاروں کی دعوت نہ کرے اور ان کی صحبت میں نہ بیٹھے، نہ ان کے ساتھ خلط ملط رکھے، ورنہ ان کی عادتیں اس میں بھی اثر کریں گی۔''

قال الخطابي: ''ھذا في طعام الدعوة دعون طعام الحاجة... وإنما حذر من صحبة من ليس بتقي، وزجر عن مخالطته ومؤاكلته، لأن المطاعمة توقع الألفة والمودة في القلوب، يقول: لا تؤالف من ليس من أهل التقوى والورع، ولا تتخذه جليسا تطاعمه وتنادمه'' انتهى (معالم السنن للخطابي ۲ ۴۷۷)

حاصل ترجمہ علامہ خطابی کا یہ ہے کہ بدکاروں کی دعوت نہ کرے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بدکاروں کے ساتھ رہنے کو اور میل جول رکھنے کو اور ان کے ساتھ کھانے پینے کو اس واسطے منع فرمایا کہ ان لوگوں سے دوستی و محبت نہ ہو جائے۔

''وعن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال: الرجل على دين خليله، فلينظر أحدكم من يخالل'' رواه أبوداود والترمذي، وحسنه، وصححه الحاكم (سنن أبي داود، رقم الحديث (۴۸۳۳) سنن الترمذي، رقم الحديث (۲۳۷۸) وقال: ''ھذا حديث حسن غريب'' مسند أحمد (۲ ۳۳۴) المستدرك على الصحيحين للحاكم (۴ ۱۸۹)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوگا تو دیکھ لے کس سے دوستی کرتا ہے۔''

یعنی سمجھ بوجھ کر دوستی کرے، ایسا نہ ہو کہ مشرک یا بدعتی سے دوستی کرے، پھر اس کے ساتھ آپ بھی جہنم میں جائے۔

''وعن علي قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحب رجل قوماً إلا حشر معهم'' رواه الطبراني في الصغير والأوسط بإسناد جيد (المعجم الأوسط (۶ ۲۹۳) المعجم الصغير ۲ ۱۱۴)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی قوم کو دوست رکھتا ہے، وہ اس کے ساتھ قیامت میں اٹھایا جاوے گا۔''

''وعن جرير قال: سمعت النبي ﷺ يقول: ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي، يقدرون على أن يغيروا عليه فلا يغيروا إلا أصابهم الله بعقاب من قبل أن يموتوا'' (سنن أبي داود، رقم الحديث (۴۳۳۹) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۴۰۰۹) مسند أحمد ۴ ۳۶۴)

''جریر سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: جو شخص کسی قوم میں برے کام کیا کرتا ہو اور قوم والے باوجود قدرت کے اس کو اور اس کے کام نہ بگاڑیں تو اللہ اپنا عذاب ان پر ان کی موت سے پہلے ہی پہنچاتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چھوڑ دینے کے سبب سے دنیا میں بھی عذاب اترتا ہے اور آخرت کا عذاب بھی باقی رہتا ہے۔

''وعن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: إن أول ما دخل النقص على بني إسرائيل كان الرجل يلقى الرجل فيقول: يا هذا اتق الله، ودع ما تصنع، فإنه لا يحل لك، ثم يلقاه من الغد فلا يمنعه ذلك أن يكون أكيل وشريبه وقعيده، فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم على بعض، ثم قال: لعن الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيس بن مريم... إلى قوله: فاسقون'' رواه أبوداود (سنن أبي داود، رقم الحديث (۴۳۳۶) یہ حدیث سند میں انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: السلسلة الضعيفة، رقم الحديث ۱۱۰۵)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی خرابی جو بنی اسرائیل میں پڑی، یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا اور اس سے کہتا خدا سے ڈر اور اپنی حرکات سے باز آ، کیونکہ یہ درست نہیں ہے۔ پھر جب دوسرے دن اس سے ملتا تو منع نہیں کرتا ان باتوں سے، اس لیے کہ شریک ہو جاتا اس کے کھانے اور پینے اور بیٹھنے میں۔ یعنی جب صحبت ہوتی اور کھانے پینے کا مزہ ملتا تو امر بالمعروف چھوڑ دیتے۔ پھر جب ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی بعضوں کے دل کو بعضوں کے دل کے ساتھ ملا دیا۔''

''وعن حذيفة عن النبي ﷺ قال: والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجيب لكم'' رواه الترمذي، وقال:

''حسن غریب'' (سنن الترمذي، رقم الحدیث (۲۱۶۹) مسند أحمد ۵ ۳۸۸)

''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، البتہ تم لوگ حکم اچھے کام کا کہو اور بری بات سے روکو، یا یہ کہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ بھیجے گا تم لوگوں پر عذاب اپنے طرف سے، پھر تم لوگ پکاروگے اس کو، پس نہیں قبول کرے گا تمہاری دعا کو۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ ان احادیث مذکورہ بالا و آیات قرانیہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بدعتیوں اور بدکاروں کے ساتھ محبت و دوستی و کھانا پینا نہ رکھے اور نہ ان کے برے کاموں اور بدعتوں پر راضی ہو اور نہ ان کی شرکت دے، ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ واللہ أعلم بالصواب

حررہ أبو الطیب محمد المدعو بشمس الحق عظیم آبادی عفی عنہ وعن والدیہ وعن مشایخہ

ابو طیب محمد شمس الحق

۱۲۹۵ھ

فی الواقع تعزیہ پرستی شرک ہے، اس سے توبہ کرنا فرض ہے اور مشرکوں سے خلط ملط رکھنا بھی معصیت ہے۔

حررہ

محمد اشرف عفی عنہ عظیم آبادی

تعزیہ داری شرک و کفر ہونے کے علاوہ خاص بے عزتی و بے حرمتی و توہین حضرت امام کی ہے، کوئی آدمی اپنے آباء کی نقل بنانے کو پسند نہیں کرتا ہے، تو امام صاحب کی نقل بنانا کس طرح پسند ہو سکتی ہے؟

نور احمد عفی عنہ عظیم آبادی

بیشک تعزیہ بنانا یا اس میں مدد اور کوشش کرنا شرک و بدعت ہے۔ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس سے بچے اور توبہ کرے اور اس کے مٹانے میں جان و مال سے کوشش کرے۔

حضرت شیخ قطب سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں بدعتی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

''وأن لا یکاثر أھل البدع، ولا یدانیھم، ولا یسلم علیھم لأن الإمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ قال : من سلم علی صاحب بدعۃ فقد أحبہ، لقول النبی ﷺ : أفشوا السلام بینکم تحابوا، ولا یجالسھم، ولا یقرب منھم، ولا یھنئھم فی الأعیاد وأوقات السرور، ولا یصلی علیھم إذا ماتوا، ولا یترحم علیھم إذا ذکروا، بل یباینھم ویعادیھم فی اللہ عزوجل، معتقدا بطلان مذھب أھل البدعۃ محتسبا بذلک الثواب الجزیل والأجر الکثیر، وروي عن النبی ﷺ أنہ قال : من نظر إلی صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ ملأ اللہ قلبہ أمنا وإیمانا، ومن انتھر صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ آمنہ اللہ یوم القیامۃ، ومن استحقر صاحب بدعۃ رفعہ اللہ تعالیٰ فی الجنۃ مائۃ درجۃ، ومن لقیہ بالبشر أو بما یسرہ فقد استخف بما أنزل اللہ تعالیٰ علی محمد ﷺ، وعن أبی المغیرۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما أنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : أبی اللہ عزوجل أن یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ، وقال فضیل بن عیاض : من أحب صاحب بدعۃ أحبط اللہ عملہ، وأخرج نور الإیمان من قلبہ، وإذا علم اللہ عزوجل من رجل أنہ مبغض لصاحب بدعۃ رجوت اللہ تعالیٰ أن یغفر ذنوبہ، وإن قل عملہ، وإذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر، وقال فضیل بن عیاض رحمہ اللہ : سمعت سفیان بن عیینۃ رحمہ اللہ یقول : من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتی یرجع، وقد لعن النبی ﷺ المبتدع فقال ﷺ : من أحدث حدثا أو آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس أجمعین، ولا یقبل اللہ منہ الصرف والعدل، یعنی بالصرف : الفریضۃ، وبالعدل : النافلۃ، وعن أبی أیوب السختیانی رحمہ اللہ أنہ قال : إذا حدثت الرجل بالسنۃ فقال : دعنا من ھذا، وحدثنا بما فی القرآن فاعلم أنہ ضال۔'' (المسدرک علی الصحیحین للحاکم ۴ ۲۸۵)، (مختلف الفاظ سے یہ روایت حلیۃ الأولیا، ۸ ۲۰۰) اور مسند الشھاب (۱ ۳۱۸) میں مروی ہے۔ حافظ عراقی رحمہ

اللہ فرماتے ہیں: ''أخرجه أبو نعيم في الحلية، والهروي في ذم الكلام، من حديث ابن عمر بسند ضعيف'' (تخريج أحاديث الإحياء: ۲ ۱۲۹) نیز دیکھیں: الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص: ۵۰۴) ، (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۵۰) امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رجال إسناد هذا الحديث كلهم مجهولون'' نیز امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفيه مجاهيل'' (العلل المتناهية: ۱ ۱۴۵)، (صحيح البخاري، رقم الحديث ۳۰۰۸)، (غنیۃ الطالبین ۱ ۱۹۸) طبعہ لاہور۔

''بدعتیوں سے دوستی اور مصاحبت نہ رکھے اور نہ ان کے طریقے پر چلے اور نہ ان لوگوں کو سلام کرے اس واسطے کہ ہمارے سردار احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس نے سلام کیا بدعتی کو تحقیق اس نے دوست رکھا اس کو (کیونکہ سلام و کلام موجب زیادتی محبت ہے) موافق قول نبی ﷺ کے کہ ظاہر کرو سلام کو آپس میں تو کہ محبت ہو تم لوگوں میں۔ اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور نہ ان لوگوں سے نزدیک ہووے اور نہ ان لوگوں کی خوشی میں مبارک بادی دے اور جب وہ لوگ مر جائیں ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جاوے اور جب ان لوگوں کا ذکر ہو تو رحم نہ کیا جاوے ان پر بلکہ دور کیا جاوے رحمت سے، اور عداوت رکھے ان سے اللہ جل شانہ کے واسطے۔ یہ برتاؤ ان کے ساتھ اس واسطے کرے کہ ان کے مذہب کا بطلان اس کے اعتقاد میں آجاوے اور بہت بڑے ثواب اور بڑی مزدوری کا امیدوار ہے۔ اور نبی ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جس نے بدعتی کو اللہ کے واسطے بغض سے دیکھا تو اللہ جل شانہ اس کے دل کو ایمان اور امن سے بھر دیتا ہے اور جس نے بدعتی کو اللہ کے واسطے جھڑکا قیامت کے دن اللہ جل شانہ اس کو امن میں رکھے گا اور جس نے بدعتی کی حقارت کی اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں سو درجہ بلند کرے گا اور جس نے بدعتی سے خوشی سے ملا، تحقیق ہلکا جانا اس چیز کو کہ اتارا اللہ جل شانہ نے محمد ﷺ پر۔ ابو مغیرہ وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا اللہ عزوجل نے کہ بدعتی کا عمل قبول کرے یہاں تک کہ بدعت کو چھوڑ دے، اور کہا فضیل بن عیاض نے جس نے محبت رکھا بدعتی سے اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو نیست کر دے گا اور نورِ ایمان کو اس کے دل سے نکال لے گا اور جب جان لیا اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو کہ بغض رکھنے والا ہے بدعتی سے، امید کرتا ہوں اللہ سے کہ اس کے گناہ کو معاف کرے اگرچہ عمل اس کا کم ہو اور جب دیکھے تو بدعتی کو ایک راستے پر چلتے ہوئے تو دوسرے راستے سے جا۔ اور کہا فضیل بن عیاض نے سنا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے کہ جو بدعتی کے جنازے میں گیا، ہمیشہ اللہ کے عذاب میں رہتا ہے، یہاں تک کہ لوٹ آئے اور تحقیق لعنت کی نبی ﷺ نے بدعتی پر، نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی بدعت نکالی یا بدعتی کو جگہ دی، اس پر اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ فرض اور نفل عبادت اس کی قبول نہیں کرتا، اور ابو ایوب سختیانی سے روایت ہے کہ کہا جب کسی آدمی سے بیان کرے تو سنت، پس وہ جواب یوں دے کہ چھوڑ میرے پاس حدیث کا بیان کرنا اور بیان کروہ چیز جو کہ قرآن میں ہے پس جان کہ وہ شخص گمراہ ہے۔ اس لیے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کو قرآن شریف کے مخالف سمجھتا ہے۔ پورا ہوا ترجمہ غنیۃ الطالبین کا۔''

کتبۃ العاجز

ابو ظفر محمد عمر، صانہ اللہ عن کل شر و ضر یوم البعث والنشر۔

ابو ظفر محمد عمر ۱۲۹۶ھ

بے شک تعزیہ داری شرک ہے اور تعزیہ پرست مشرک ہیں اور مشرک ہیں اور مشرکین مکہ سے بدرجہا بڑھ کر، اس لیے کہ وہ لوگ مصیبت و اضطرار کے وقت خاص اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے تھے اور اپنے معبودوں کو نہیں پکارتے تھے اور یہ لوگ یعنی تعزیہ پرستان و گور پرستان وغیرہم مصیبت و اضطرار کے وقت بھی اپنے رب کی طرف رجوع نہیں کرتے، بلکہ ان کا شرک اس وقت اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ توفیقِ توبہ نصیب کرے آمین۔

ابو الفیض عبد الرحمن البہاری العظیم آبادی، عفا اللہ عنہ۔

المجیب مصیب۔ حررہ غلام رسول الفنجابی۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تعزیہ داری شرک جلی و کفر ہے، فوراً اس سے توبہ کرے، ورنہ مشرکین کے لیے ہرگز بخشش نہیں ہے، کیونکہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے صاف فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَا (النساء: ۴۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

کتبہ

محمد حاذق

قال اللہ تعالیٰ : لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان : ۱۳)

''اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ یقینا شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''

وقال النبی ﷺ : ''لا تشرک باللہ وان قتلت اَو حرقت'' (الاَدب المفرد، ص : ۲۰)

''مت شرک کرو اللہ کے ساتھ، اگرچہ قتل کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ۔''

واقعی دیار ہند میں تعزیہ پرستی جلی ہے۔ جمیع اہل اسلام موحدین سنیین پر تعزیہ پرستوں سے ترک سلام کلام اور ترک معاملات و ترک مناکحت لازم واجب ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں، جب تک توبہ نصوح اس کفر سے نہ کریں۔

حررہ

محمد حسین الدھلوی عفا اللہ عنہ۔

فقیر محمد حسین ۱۲۸۵

جواب صحیح ہے۔ قادر علی، مدرس مدرسہ حسین بخش پنجابی

یقینا تعزیہ داری گمراہی ہے۔ مصطفےٰ قادر علی

چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تفسیر عزیزی میں بایں عبارت کہ

''ملائکہ وارواح انبیاء واولیاء اور پردۂ صور و تماثیل وقبور وتعزیہا معبود سازند''

''اس لیے طرح کہ فرشتے اور ارواح انبیاء و اولیاء کو تصویر، مورت، قبر اور تعزیہ کی صورت میں معبود بناتے ہیں۔'' کو بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ الفقیر

محمد عبد الغفار، عفی اللہ عنہ، البنارسی

محمد عبد الغفار

''اِن ھذا الجواب قرین بالحق والصواب''

حررہ الراجی عفورب الاَناسی

ابو منصور محمد عبدالغفور بنارسی۔

محمد عبدالغفور

واقعی امر یہ ہے کہ تعزیہ داری بت پرستی سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ بت پرست بتوں سے مرادیں مانگتے ہیں، ان پر شیرینی پھول چڑھاتے ہیں۔ تعزیہ پرست تعزیہ پر پھول، شیرینی ، شربت، مالیدہ چڑھاتے ہیں۔ بھلا غور کرنے کا مقام ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا، حالانکہ جابجا قرآن میں بھی حکم ہے کہ سوائے اللہ کے کسی دوسرے کو مت پوجو۔ ماسوائے اس کے دوسرے سے مدد مت مانگو۔ اے تعزیہ پرستو! توبہ کرو۔ طریقہ اسلام جس کی تعلیم اللہ و رسول نے کی ہے، سیکھو۔ وما علینا اِلا البلاغ۔

حررہ محمد سعید عفی عنہ

محمد سعید بفضل اللہ۔ محمد عبدالرحمن ۱۲۸۲ھ۔ محمد عبدالمجید ۱۲۰۷ھ

نعمت اللہ محمد ابو عبداللہ۔ ابو محمد سلیم الدین ۱۲۰۷ھ۔ یقال لہ ابراہیم ۱۲۰۷

حافظ محمد ابوالبرکات المعتصم بحبل اللہ الأحد ۱۲۹۲ھ سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ھ

سید محمد عبدالسلام غفرلہ ۱۲۹۹ھ ۔ سید محمد ابوالحسن ۱۲۷۵ھ

خادم شریعت رسول الثقلین محمد تلطف حسین ۱۲۹۰ھ۔

محمد سلیم الدین مبین۔ خادم شریعت عفی عنہ

محمد عبدالقادر۔ امیدوار شفاعت ۱۲۹۸ھ

محمد عبدالحمید ۱۲۹۳ھ۔ ابو محمد ثابت علی ۱۳۰۶ھ

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 287

محدث فتویٰ